41957-وجوب حج کی شروط

سوال

وجوب حج کی شروط کیا ہیں ؟

پسندیدہ جواب

علماء رحمہم اللہ نے وجوب حج کی کچھ شروط بیان کی ہیں جن کے پائے جانے سے حج فرض ہوجاتا ہے، ان شروط کے بغیر حج فرض نہیں ہوتا، وہ شروط پانچ ہیں :

اسلام عقل بلوغت آزادی استطاعت

1-اسلام :

سب عبادات میں یہ شرط ہے، اس لیے کہ کافر کی عبادت ہی صحیح نہیں کیونکہ فرمان باری تعالی ہے :

.{ان کے خرچ کو قبول نہ ہونے کا سبب اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کہ انہوں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا}.التوبۃ(54).

اور معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن روانہ کیا تو انہیں فرمایا :

"تم اہل کتاب کی قوم کے پاس جا رہے ہو انہیں اس گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور میں اللہ تعالی کا رسول ہوں، اگر تو وہ اس میں تیری اطاعت کرلیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ اس میں بھی تیری اطاعت کرلیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مالداروں پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان سے لیکر ان کے فقراء میں لوٹا دی جائیگی"

متفق علیہ.

اس لیے کافر کو پہلے تو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی جائیگی اور جب وہ اسلام قبول کرلے تو پھر ہم اسے نماز، زکاۃ اور روزہ اور حج اور باقی سب عبادات اور اسلام احکام کا حکم دینگے.

2-3- عقل اور بلوغت :

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے :

"تین اشخاص مرفوع القلم ہیں، سوئے ہوئے شخص سے حتی کہ وہ بیدار ہوجائے، اور بچے سے حتی کہ وہ بالغ ہوجائے، اور مجنون سے حتی کہ وہ عقلمند ہوجائے"

سنن ابوداود حدیث نمبر (4403) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس لیے بچے پر حج واجب نہیں، لیکن اگر اس کا ولی اسے حج کرواتا ہے تو اس کا حج صحیح ہے، اور بچے کو حج کا اجر وثواب حاصل ہوگا، اور اس کے ولی کو بھی اجر ملے گا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ایک عورت نے بچہ اٹھا کر دریافت کیا کہ :

کیا اس کے لیے حج ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :

" جی ہاں، اور اور تجھے اجر وثواب ملے گا "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے.

4-آزادی :

غلام پر حج واجب نہیں، کیونکہ وہ اپنے مالک کے حق میں مشغول ہے.

5-استطاعت اور قدرت :

فرمان باری تعالی ہے :

.{اور لوگوں پر اللہ تعالی کے لیے حج فرض ہے، جو کوئی اس کی راہ کی استطاعت رکھے}.آل عمران (97).

یہ مالی اور بدنی دونوں استطاعت کو شامل ہے.

بدنی استطاعت کا معنی یہ ہے کہ : وہ بدنی طور پر صحیح ہو، اور بیت اللہ تک سفر کرنے کی مشقت کا متحمل ہو.

اور مالی استطاعت کا معنی یہ ہے کہ : وہ بیت اللہ تک جانے اور واپس آنے کے خرچ کا مالک ہو.

مستقل فتوی کمیٹی کا کہنا ہے کہ :

حج کی مناسبت سے استطاعت یہ ہے کہ بدنی طور پر صحیح ہو، اور بیت اللہ تک پہنچنے کے خرچ کا متحمل ہو چاہے ہوائی جہاز کے ذریعہ یا پھر گاڑی یا جانور یا اس کی اجرت کا مالک ہو، اور اس کے ساتھ آنے جانے زادراہ کا بھی مالک ہو جو آنے جانے تک کے لیے کافی ہو، اور اس کے علاوہ حج سے واپس آنے تک کا گھریلو خرچ بھی رکھتا ہو، اور عورت کے ساتھ اس کا خاوند یا پھر اس کا محرم حج یا عمرہ کے سفر میں اس کے ساتھ ہو. اھ

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (30/11).

اور اس میں یہ بھی شرط ہے کہ بیت اللہ تک جانے کا خرچ اس کی اصل ضروریات اور شرعی نفقۃ اور اس کے قرض کی ادائیگی سے زیادہ ہو.

قرض سے مراد اللہ تعالی کے حقوق مثلا کفارے اور انسانوں کے حقوق مراد ہیں.

جس شخص پر قرض ہو، اوراس کا مال حج اور قرض کی ادائیگی دونوں کے لیے کافی نہ ہو تواسے پہلے قرض ادا کرنا چاہیے، اوراس پر حج فرض نہیں ہوتا.

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں علت قرض خواہ کی عدم اجازت ہے، اس لیے جب وہ اجازت دے دے تواس میں کوئی حرج نہیں.

اس خیال اورگمان کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں، بلکہ علت تو ذمہ داری ہے، اور یہ معلوم ہے کہ اگر قرض خواہ مقروض کو اجازت دے بھی دے تو مقروض کے ذمہ قرض باقی ہے، اور وہ اس اجازت ملنے پر قرض سے بری الذمہ نہیں ہوگا، اسی لیے مقروض کو کہا جائیگا کہ :

تم پہلے قرض ادا کرو اور پھر اگر تمہارے پاس حج کرنے کے لیے مال بچ جائے تو حج کرو، وگرنہ آپ پر حج واجب نہیں ہوتا.

اوراگر مقروض شخص جس نے قرض کی ادائیگی نے حج نہ کرنے دیا ہو بغیر حج کیے فوت ہو جائے تو وہ اسلام میں بغیر کسی کمی و کوتاہی کے اللہ سے ملے گا، کیونکہ اس پر حج واجب نہیں ہوا، جس طرح فقیر پر زکاۃ واجب نہیں ہوتی اسی طرح حج بھی نہیں.

لیکن اگراس نے قرض پر حج کو مقدم کرلیا اور قرض ادا کرنے سے قبل فوت ہوگیا تو پھر وہ خطرہ میں ہے، کیونکہ شھید کو قرض کے علاوہ باقی سب کچھ بخش دیا جاتا ہے، تو پھر اس کے علاوہ کسی اور کو کیسے ؟!

شرعی خرچ اور نفقہ سے مراد یہ ہے کہ :

وہ نفقہ اور اخراجات جو شریعت نے مقرر کیے ہیں، مثلا اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ، جس میں کوئی اسراف اور فضول خرچی و زیادتی نہ ہو، اگر وہ متوسط الحال یعنی درمیانی حالت والا ہے اور اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنا چاہتے ہے اوراس کے لیے قیمتی گاڑی خرید لے تاکہ وہ غنی اور مالداروں کے ساتھ مل کر مقابلہ کرے، اوراس کے پاس حج کے لیے مال نہیں تو اس کے لیے گاڑی فروخت کرنی واجب ہے، تاکہ اس کی قیمت سے حج کر سکے، اور وہ اپنی حالت کے مطابق گاڑی خریدے.

کیونکہ اس قیمتی گاڑی کی خریداری میں رقم خرچ کرنی شرعی اخراجات میں شامل نہیں ہوتا، بلکہ یہ اسراف اور فضول خرچی میں شامل ہوتا ہے جس سے شریعت مطہرہ نے منع کیا ہے.

اور نفقہ اور اخراجات میں معتبر یہ ہے کہ اس کے پاس اتنا خرچ ہو جواسے اوراس کے اہل و عیال کے لیے واپسی تک کافی ہو.

اوراس کے پاس اتنا ہو جواس کے واپسی کے بعد اس کے لیے اور جن کے اخراجات اس کے ذمہ ہیں ان کے لیے کافی ہو، مثلا جائیداد کا کرایہ، یا تنخواہ یا تجارت وغیرہ.

اس لیے اگر تجارت کے راس المال یعنی اصل مال میں کمی کرنے کی بنا پر نفع میں کمی ہو اور وہ اس اوراس کے اہل و عیال کے لیے کافی نہ رہے تو اس پر اس تجارت کے راس المال اور اصل مال کے ساتھ حج کرنا لازم نہیں آتا جس کے نفع سے وہ اپنے اور اہل و عیال کے اخراجات پورے کر رہا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

ایک شخص کا اسلامی بنک میں مال رکھا ہے، اوراس مال کے منافع کے ساتھ اس کی تنخواہ معتدل صورت میں اس کے لیے کافی ہے، تو کیا راس المال کے ساتھ اس پر حج کرنا فرض ہے، یہ علم میں رہے کہ ایسا کرنے سے اس کی ماہانہ آمدن پر اثر پڑے گا اور وہ مادی طور پر کمزور ہو جائیگا ؟

تو کمیٹی کا جواب تھا :

"اگر آپ کی حالت ایسی ہے جس طرح آپ نے بیان کی ہے، تو آپ عدم استطاعت کی بنا پر حج کرنے کے مکلف نہیں.

فرمان باری تعالی ہے :

.{اور لوگوں پر اللہ تعالی کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے، جو کوئی اس کی راہ کی طرف استطاعت رکھے}.

اور ایک مقام پر ارشاد ربانی ہے :

.{اور اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی}. انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (36/11).

حاجات اصلیہ یا اصلی ضروریات سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کا انسان اپنی زندگی میں بہت زیادہ محتاج رہتا ہے، اور اس سے مستغنی ہونا مشکل ہو.

مثلا : طالب علم کے لیے کتابیں، ہم اسے یہ نہیں کہینگے کہ تم اپنی کتابوں فروخت کر کے حج کرو، کیونکہ یہ اس کی اصلی ضروریات میں شامل ہوتی ہیں.

اور اسی طرح ضرورت کی گاڑی، ہم یہ نہیں کہتے کہ تم گاڑی فروخت کر کے اس کی قیمت سے حج کی ادائیگی کرو، لیکن اگر اس کے پاس ایک کی بجائے دو گاڑیاں ہوں اور اسے صرف ایک گاڑی کی ضرورت ہو تو اس کے لیے ایک گاڑی فروخت کرنا واجب ہے تا کہ اس کی قیمت سے حج ادا کرے.

اور اسی طرح کاریگر کے لیے لازم نہیں کہ وہ اپنے آلات فروخت کرے کیونکہ اسے ان کی ضرورت رہتی ہے.

اور اسی طرح وہ گاڑی جسے چلا کر وہ اپنا اور اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرتا ہے، حج کے لیے اسے فروخت کرنا واجب نہیں.

اور اصلی ضروریات میں نکاح کی ضرورت شامل ہے.

اس لیے اگر اسے نکاح اور شادی کی ضرورت ہو تو شادی کو حج پر مقدم کیا جائیگا، وگرنہ حج مقدم ہے.

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (27120) کا جواب دیکھیں.

لہذا مالی استطاعت سے مراد یہ ہوئی کہ قرض اور شرعی اخراجات اور اصلی ضروریات پوری کرنے کے بعد جو مال بچے اور وہ حج کے لیے کافی ہو.

چنانچہ جو شخص بدنی اور مالی استطاعت رکھتا ہو اس کو حج کی ادائیگی جلد کرنا ہوگی.

اور جو شخص مالی اور بدنی استطاعت نہیں رکھتا، یا پھر اس میں بدنی استطاعت تو ہے لیکن وہ فقیر ہے اس کے پاس مال نہیں تو اس پر حج واجب نہیں ہوتا.

اور جو شخص مالی استطاعت رکھتا ہو لیکن اس میں بدنی استطاعت نہیں تو پھر ہم دیکھیں گے کہ :

اگر تو اس کی معذوری ختم ہونے کی امید ہے مثلا مریض کو مرض سے شفایابی کی امید ہو تو پھر انتظار کیا جائیگا حتی کہ اللہ تعالی اسے شفایابی سے نوازدے اور پھر وہ حج کرے گا.

اوراگراس کی معذوری ختم ہونے کی امید نہیں، مثلا سرطان کا مریض یا پھر زیادہ عمر کا بوڑھا شخص جوحج نہیں کرسکتا تواس شخص پرواجب ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی شخص کومقرر کردے جواس کی جانب سے حج کرے، اوراس شخص میں مالی استطاعت ہونے کی صورت میں بدنی استطاعت نہ ہوناحج کوساقط نہیں کرےگی.

اس کی دلیل بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث ہے :

ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا : اللہ تعالی کا اپنے بندوں پرفرض کردہ حج میرے بوڑھے والد پر بھی فرض ہوچکا ہے، لیکن وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا، توکیا میں اس کی جانب سے حج کرسکتی ہوں ؟ تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جی ہاں "

صحیح بخاری حدیث نمبر(1513).

تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے اس قول "حج اس کے والد پرفرض ہوچکا ہے" کوصحیح قرار دیا حالانکہ وہ بدنی استطاعت نہیں رکھتا تھا.

اور عورت کے لیے حج کی فرضیت میں محرم کی شرط ہے کہ اس کا محرم ہو، اور عورت کے لیے بغیر محرم حج کا سفر کرنا حلال نہیں چاہے حج نفلی ہویا فرضی، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے"

صحیح بخاری حدیث نمبر(1862) صحیح مسلم حدیث نمبر(1341)

عورت کا محرم اس کا خاوند ہے یا پھر وہ شخص جو نسب یا رضاعت یا سسرالی طور پر ابدی حرام ہو.

اور بہنوئی یا خالو، یا پھوپھا محرم نہیں بن سکتا، بلکہ بعض عورتیں سستی اور کاہلی سے کام لیتے ہوئے اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ یا پھر خالہ اور خالو کے ساتھ سفر کرتی ہیں، ایسا کرنا حرام ہے.

کیونکہ اس کا بہنوئی یا خالواس کا محرم نہیں ہے، اس لیے اس کے ساتھ سفر کرنا حلال نہیں.

خدشہ ہے کہ اس کا حج مبرور نہیں ہوگا، کیونکہ حج مبرور وہ ہوتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو، اوراس عورت نے توحج سے واپس آنے تک سارا سفر ہی گناہ والا کیا ہے.

اور محرم کے لیے شرط ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو.

کیونکہ محرم کا مقصد عورت کی حفاظت اوراس کا خیال رکھنا ہے، بچہ اور مجنون اس مقصد کو پورا نہیں کرسکتے.

لہذا اگر عورت محرم نہیں پاتی یا پھر اسے محرم تو ملا لیکن وہ اس کے ساتھ سفر نہیں کرتا تو اس صورت میں عورت پر حج واجب نہیں ہوگا.

اور عورت پر حج فرض ہونے کے لیے خاوند کی اجازت شرط نہیں، بلکہ اگر عورت کے پاس حج واجب ہونے کی شروط مکمل ہوجائیں تواس پرحج کرنا فرض ہوجاتا ہے، چاہے خاوند اجازت نہ بھی دے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کا کہنا ہے :

"جب استطاعت كى شروط مكمل ہوجائيں تو حج كرنا فرض ہوجاتا ہے، اور اس ميں خاوند كى اجازت شامل نہيں، اور نہ ہى خاوند كے ليے بيوى كو حج كرنے سے منع كرنا جائز ہے، بلكہ اس كے ليے مشروع ہے كہ وہ اس واجب كى ادائيگى ميں اس كے ساتھ تعاون كرے" اھ

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (20/11).

يہ تو فرضى حج ميں ہے، ليكن نفلى حج كے متعلق ابن منذر رحمہ اللہ تعالى نے اجماع نقل كيا ہے كہ: خاوند بيوى كو نفلى حج كرنے سے روكنے كا حق ركھتا ہے، كيونكہ خاوند كا حق اس پر واجب ہے، اس ليے كسى غير واجب چيز كے ساتھ خاوند كا حق نہيں روكا جا سكتا.

ديكھيں: المغنى لابن قدامۃ (35/5).

ديكھيں: الشرح الممتع (7/5-28).

واللہ اعلم.